7-6-93

**WHO AM I?**

مُبارک ہے وُہ جس نے ہم کو مسیح میں ہر طرح کی رُوحانی برکت بخشی (افسیوں ۱:۳)

# مَیں کون ہُوں


مصنّفہ

پادری مولوی عمادالدین لاہز ڈی ڈی



پنجاب رلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی - لاہور

۱۹۳۳ء

P. R. B. S. Anarkali, Lahore.

جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقے میں آیا تو اپنے
شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟ اُنہوں
نے کہا بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلیاہ بعض
یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اُس نے اُن سے کہا مگر تم مجھے
کیا کہتے ہو؟ شمعون پطرس نے جواب میں کہا۔ تُو زندہ خدا کا
بیٹا مسیح ہے۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا کہ مبارک
ہے تُو شمعون بریونا۔ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں
بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے۔
اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تُو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر
اپنی کلیسیا بناؤنگا اور عالم ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ
آئینگے۔ میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا اور
جو کچھ تُو زمین پر باندھیگا وہ آسمان پر بندھیگا۔ اور جو کچھ تُو
زمین پر کھولیگا وہ آسمان پر کھلیگا ✦ (متی ۱۶: ۱۳-۱۹)

# مَیں کون ہُوں؟

## لوگ ابنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟

(انجیل متی ۱۶ : ۱۴)

یہ ایک سوال ہے جو مسیح نے اپنے شاگردوں سے کیا اور ایسا ہی ایک سوال اُس نے ایک وقت یہودیوں سے بھی کیا تھا کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو۔ وُہ کس کا بیٹا ہے؟ (متی ۲۲ / ۴۲) اگرچہ یہ سوال اُس وقت شاگردوں سے اور یہودیوں سے کیا گیا مگر حقیقت میں ہر زمانہ کے لوگوں سے انجیل کا یہی سوال ہے کہ مسیح کون ہے؟

اس وقت بھی خاصکر اِس مُلک کے سبب لوگوں سے یہی سوال ہے کہ یسُوع کون ہے جو آدمی کی شکل میں ہے؟ اِس کا درست جواب انصاف دانائی اور خُداترسی کے ساتھ دینا واجب ہے۔ اِس لئے مَیں اِس رسالہ میں مختصر طور سے اِس سوال کی تشریح اور اُس کے جوابوں کا بیان کرتا ہوں تاکہ کلام الٰہی کی قدرت سے بہت لوگوں کی آنکھیں کُھل جائیں اور کسی قدر اِس سوال کی گہرائی دریافت کرکے اُس کی جو برحق ہے سچی شناخت حاصل کریں۔

# پہلی بات

یہ سوال کس وقت کیا گیا؟

انجیل پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وُہ دو برس اپنی خدمت کا کام

کر چکا یعنی نبوت کا کام تمامی کو پہنچا اور کہانت کا کام شروع کرنے پر تھا اُس وقت اُس نے یہ سوال کیا اور یہودیوں سے بھی زندگی کے آخری ہفتہ میں ہی اُس نے یہ سوال کیا۔ اور کسی وقت یہ سوال نہیں ہوا +

اِس میں یہ حکمت تھی کہ اس سوال کا جواب جلدی دینا آدمیوں کو مشکل تھا۔ جب تک وُہ اس کے کام اور طاقت اور تعلیم اور خصائص سے کسی قدر واقف نہ ہوں تب تک کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وُہ کون ہے پس پہلے اُس نے دو برس تک تعلیم دی اور مختارانہ معجزے و قدرت اور پاکیزگی اور صبر اور محبت اور اپنے اور اور پاک اوصاف ظاہر کر کے دکھلائے اور اس سوال کے جواب کی لیاقت اُن میں پیدا کی تب اُن سے سوال کیا کہ بتاؤ میں کون ہوں ؟

میرے گمان میں اس وقت یہ سوال ہندوستان کے باشندوں سے کرنا واجب ہے کیونکہ ایک بڑے عرصہ سے انجیل یہاں آگئی ہے اور منادیاں کثرت سے ہوئیں اور کتابیں بھی بہت لکھی گئیں اور مباحثے بھی بہت سے ہو گئے۔ اب مسیحیت محمدیت اور ہندو دھرم وغیرہ سب کچھ خوب روشن ہے۔ اِس وقت واجب ہے کہ ہر آدمی نہ ہمیں مگر خُدا کو جواب دے کہ یسوع مسیح کون ہے؟ اس میں بھی اس مُلک کی نسبت خُدا کی ایک حجت تمام ہوتی ہے کیونکہ وُہ اُن سے یہ تربیت پہ۔ ورش تعلیمی یہ سوال کرتا ہے کہ میں کون ہوں ؟

## دوسری بات

یہ سوال اُس نے کس مقام پر کیا ؟

رسُول کہتے ہیں کہ قیصر یہ فلپی کے اطراف میں آکر کیا تھا جو گوشہ شمال و
مشرق میں کوہ لبنان کے نیچے واقع ہے پہلے اس جگہ کا نام دان تھا +
اگر کوئی آدمی یشوع ۱۹ و قاضی ۱۸ کو غور سے دیکھے اور پھر قاضی ۱۳ باب
کو پڑھے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ اسی مقام پر ایک شخص منوحہ نامی نے اُسی
مسیح سے پوچھا تھا کہ تیرا نام کیا ہے ؟
جب وُہ اُس پر ظاہر ہُوا تھا تو اپنی الوہیت وہاں منوحہ پر ظاہر کی تھی - اب
۱۱۶۱ برس بعد وُہ خود اُسی جگہ پر آدمیوں سے پوچھتا ہے کہ میں کون ہوں ؟ اور
اِس میں بھی کچھ بھید ہے +
جبتک کہ وُہ ظاہر نہ ہُوا تھا آدمیوں کا حق تھا کہ اُس سے پوچھیں کہ تو کون
ہے ؟ اور اسی لئے اُس نے بتایا تھا کہ میرا نام عجیب ہے -
پر جب اُس نے دُنیا میں آدمیوں کے درمیان مُدت تک رہکر اپنے تئیں طرح طرح کی دلیلوں
سے ظاہر کر دیا تو اب اُس کا حق ہے کہ وُہ آدمیوں سے پوچھے کہ میں کون ہوں ؟

# تیسری بات

کِس طور سے سوال کیا ؟
اس نے سرسری طور سے نہیں پوچھا کہ میں کون ہوں ؟ لوقا کہتا ہے کہ
اُس نے دُعا مانگ کر یہ سوال کیا - (لوقا ۹ : ۱۸)
اِس سے معلوم ہُوا کہ یہ سوال بہت ہی اہم تھا جو اس قدر اہتمام کے بعد
کیا گیا کہ پہلے معجزوں - قدرتوں اور قدوسی وغیرہ سے اپنے تئیں ان پر ظاہر

کیا اور پھر تم اپنا باپ سے دعا مانگی کہ شاگرد صحیح جواب دے سکیں ؛

اس کے جواب میں اب کس قدر آدمیوں پر واجب ہوگا کہ وہ بڑے بھاری اہتمام سے ادب۔ فکر اور انصاف کے ساتھ خدا سے دعا مانگ کر اس کے جواب میں منہ کھولیں یہ میری بات جانکر گستاخی سے نہ بولیں۔ کیونکہ ناراستی کا جواب موجب غضب ہے جیسے کہ راستی کا جواب موجب برکت ہے

## چوتھی بات

یہ سوال کیوں کیا گیا ؟

اس لئے کہ خدا آدمیوں سے ایمان کا پورا اقرار مانگتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اب میں دنیا سے رخصت ہونے پر ہوں۔ میرے بعد کوئی ٹیپرین مسلمان برہمو سماج اور آوراہل بدعت نکلیں گے۔ میری نسبت قسم قسم کی باتیں بولیں گے اور میری خدائی کا انکار کرکے ایمان سے الگ جا پڑینگے اور میرے پیروؤں سے کہیں گے کہ تم تو مسیح کی الوہیت بعض آیات کے نتیجوں سے نکالتے ہو کوئی صاف آیت دکھاؤ جس میں مسیح نے اقرار کیا ہو کہ میں خدا ہوں پس مناسب نہیں کہ میں اس ہماری تعلیم کو جس پر سب آدمیوں کی نجات موقوف ہے تعلیمات کے نتیجوں ہی میں رکھوں میں بات کو صاف صاف کھول کر بھی بیان کروں گا کہ میں کون ہوں ؛

(فائدہ) ہم نے بعض بزرگ اور معتبر محمدیوں سے یہ بات سنی ہے کہ وہ اپنے دل کی تسلی کے لئے یوں کہا کرتے ہیں کہ مسیحی لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا جانتے

ہیں اور ہم مسلمان اُسے ایک پیغمبر مانتے ہیں مگر ابھی اِس جھگڑے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسیح نہ آئے جب وُہ آئیگا تو آپ بتائیگا کہ میں کون ہوں۔ اُس وقت فیصلہ ہو جائیگا۔ اُن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح اس امر میں قیامت کے فیصلہ کے محتاج نہیں ہیں مسیح نے پہلی آمد میں اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ میں کون ہوں

کیا وہ قیامت میں نہ کہیگا کہ میں نے قیصریہ فلپی کی اطراف میں اِس امر کا فیصلہ کر دیا تھا۔ پھر تم کیوں شک میں ہو؟ چونکہ تم نے میرے فیصلہ کو بلا دلیل رد کیا لہذا اب سزا کے لائق ہو ٭

یہ سوال جو شاگردوں سے ہُوا اس کے دو حصّے ہیں۔ اوّل آنکہ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ دوم آنکہ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں کون ہوں؟

یعنی لوگوں کا کیا خیال ہے اور تمہارا کیا خیال ہے؟ دونوں خیال میرے سامنے پیش کرو تاکہ میں فیصلہ کروں کہ سچا خیال کونسا ہے ٭

پہلے اُس نے لوگوں کا خیال دریافت کیا ٭

اور اُس کا مطلب یہ تھا کہ میں جو اس قدر عرصہ سے ملک یہودیہ میں پھرتا۔ عجائب و غرائب کام کرتا اور ایسی عمدہ تعلیم دیتا ہوں اور میری شہرت تمام ملک میں پھیل گئی ہے پس میں پوچھتا ہوں کہ لوگوں کی عقل نے میری نسبت کیا نتیجہ نکالا ہے؟ وُہ کیا کہتے ہیں کہ میں کون ہوں؟

شاگردوں نے جواب دیا کہ تیری نسبت اُن کے خیال مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے اور مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور یہ خیال ہیرودیس کا تھا (متی ۱۴) اور ضرور اُس کے بعض پیروؤں کا بھی یہ خیال

ہوگا مگر یہ خیال اُس کے دل میں مسیح کی حالت پر غور کرنے سے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ وُہ یوحنا کا قائل تھا۔ اُس کے خُون کے سبب اُس کی تمیز اُسے دُکھ دے رہی تھی +

پس اُس کی خراب حالت اِس خیال کی موجد تھی نہ اَور کوئی بات +

"اور بعض ایلیاہ بتاتے ہیں" - یعنی ایلیاہ پیغمبر پھر دُنیا میں آگیا ہے جیسے ملاکی ۴: ۵ میں خبر ہے - اِن لوگوں نے نہ مسیح کی حالت پر غور کیا اور نہ ملاکی پیغمبر کی پیشین گوئی پر خُوب لحاظ کیا +

"بعض یرمیاہ بتلاتے ہیں" - یہ خیال لوگوں میں شاید اس لئے پیدا ہوا کہ یرمیاہ بھی ایک جفاکش آدمی تھا پھر جب انہوں نے مسیح کی جفاکشی کو دیکھا تو گمان کیا کہ شاید یہ یرمیاہ ہے جو اپنی قوم اسرائیل کے لئے سخت جفاکشی کرتا ہے - اگرچہ یہ خیال بھی درست نہ تھا تو بھی یہ مسیح کی جفاکشی کا گواہ ہے +

بعض کہتے ہیں کہ نبیوں میں سے ایک نبی ہے خواہ کوئی جی اُٹھا یا نیا نبی پیدا ہُوا - یہ خیال آج تک مسلمانوں میں چلا آتا ہے کہ اُسے ایک نبی جانتے ہیں - یہ خیال مسلمانوں کا نیا نہیں ہے وُہ پرانا خیال ہے جو بعض یہودیوں میں تھا اور مسیح کی زندگی میں وہ اُس کے سامنے رکھتے تھے +

مسیح نے اِن چاروں خیالوں کو درست نہیں جانا بلکہ ردّ کیا اور یوں کہا تم کیا کہتے ہو؟ یعنی اُن کے سب خیالات تو میں نے سُنے وُہ درست نہیں ہیں - وُہ سب اپنے باطل خیالات میں مُبتلا ہیں - تم اپنا خیال بتاؤ کیا تم بھی انہی کے خیالوں میں سے کوئی خیال رکھتے ہو یا تمہارا خیال کچھ اَور ہے ؟

وُہ لوگ بہت دور رہتے ہیں۔ اُن کی عقل نے صحیح نتیجہ نہیں نکالا۔ وُہ بڑی غلطی میں مُبتلا ہیں۔ مگر تم نزدیک ہی حضوری میں رہتے ہو۔ تُم ہر وقت میرے ساتھ رہے۔ مجھے اچھی طرح دیکھا اور پرکھا۔ میری قدرت دیکھی۔ میری پاکیزگی سے واقف ہوئے۔ تم پر صحیح اعتقاد کا زیادہ بھروسہ ہے پس اپنا خیال بھی مجھ پر ظاہر کرو تاکہ میں صحیح خیال پر قبولیت کی مُہر لگا کر ظاہر کروں کہ کونسا خیال موجب نجات ہے ؛

تب پطرس نے سب کی طرف سے وکیل ہو کر جواب دیا "تُو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے"۔ ہمیں کچھ پروا نہیں کہ علمائے یہود تیری بابت اختلاف میں ہیں۔ ہم پر جو کچھ ظاہر ہُوا ہے صاف صاف بتاتے ہیں کہ تُو مسیح موعود ہے جس کا سب پیغمبر انتظار کرتے تھے اور "تُو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے" ؛

پطرس نے اِس جواب میں اُس کی انسانیت اور الوہیت پر پوری گواہی دی اور یہ فقرہ عبادت کے طور پر کہا کہ "تُو زندہ خُدا بیٹا مسیح ہے"۔ تُو مسیح ہے یعنی ابن داؤد ہے جو انسان ہے۔ اور تُجھ میں الوہیت ہے کیونکہ زندہ خُدا کا بیٹا ہے یعنی الحی و القیوم۔ خُدا کا حقیقی بیٹا ہے پس تُو انسان اور خُدا ہے اور الٰہی زندگی تجھ میں ہے یہ ایمان کا پورا اقرار ہے۔ جس دل میں یہ اقرار بستا ہے اس دل میں اس اقرار کے ہر جزو کی تاثیر نمایاں ہوتی ہے ؛

یہ سُنکر خُداوند مسیح نے فرمایا "تُو مبارک ہے" یعنی وُہ سب خیالات والے اشخاص نامبارک ہیں۔ جب تک کہ یہ خیال جو تمہارا ہے اُن کے ذہن میں نہ آجائے تب تک وُہ الٰہی برکات سے محروم ہیں۔ پس اگر کوئی خُدا سے آسمانی برکات کا امیدوار ہو تو ضرور ہے کہ یہ عقیدہ رکھے ۔

اب دیکھو خُداوند مسیح نے اس اختلاف کا کیسا صاف فیصلہ کر دیا۔ جو لوگ اب بھی قبول نہ کریں اُن کا کیا علاج ہے ؟

پھر دیکھو مسیحی کیسا صحیح اور پاک عقیدہ صفائی کے طور پر مسیح سے دریافت کر کے رکھتے ہیں اور اہل اسلام۔ یُونی ٹیرین۔ برہمو سماج وغیرہ کیسی ہٹ دھرمی سے غلطی میں مُبتلا ہیں۔ وُہ جسمانی ہیں لہٰذا جسم کی باتیں بولتے ہیں +

مسیح نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھید دنیاوی عقل سے نہیں مگر خُدا باپ نے تُجھ پر ظاہر کیا ہے۔ یہ اُسی الٰہی آواز کی گونج تھی جو پطرس نے پہاڑ پر سُنی تھی کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں راضی ہوں"۔ وہی گونج اُس کی رُوح میں گونجتی تھی +

اور وہی گونج خُدا کے گنبد یعنی اُس کی کلیسیا میں آجتک گونجتی ہے اور روز بروز بڑھتی جائے گی +

مسیح نے نہ صرف یہی فرمایا کہ تُو مبارک ہے اور خُدا سے تُو نے یہ بات سیکھی ہے بلکہ تمام برکاتِ آسمانی کا ہجوم اُسی وقت پطرس کی نسبت ظاہر کر دیا اور فرمایا "تُو پطرس ہے" یعنی پہلے تو تیرا نام شمعون تھا اور جب تُو میرے پاس آیا تھا تو مَیں نے ایک پیشین گوئی کی تھی کہ تُو پطرس کہلائیگا (یوحنا ۱ و ۴۲) سو مَیں آج تجھے پطرس کا لقب دیتا ہوں اور یہ لقب تیرے اِس ایمان کے سبب ہے کیونکہ میں پہاڑ یعنی اٹل ہوں +

"تُو پطرس ہے" یعنی مجھ پہاڑ کا ایک پتھر مضبوطی کے لحاظ سے اور یہ درجہ تُو نے اِس صحیح اعتقاد کے سبب سے پایا۔ وُہ لوگ جو یہ اعتقاد نہیں رکھتے گھاس پھوس اور بھوسے کی مانند ہیں جسے ہوا اُڑا لے جاتی اور جسے

آگ جلد جلا دیتی ہے پس وہ اور اُن کے سب خیالات جو بے بُنیاد اور بہت ہی کمزور ہیں برباد ہونگے لیکن تو اس اعتقاد کے سبب سے پتھر کی مانند مضبوطی حاصل کر گیا ہے۔ تو زندہ خُدا کے بیٹے مسیح پر اعتقاد رکھتا ہے اِس لئے خُدا کی زندگی تجھ میں آئی جس کو کسی طرح زوال نہیں ہو سکتا ؀

"میں اِس پتھر یعنی اِس مضبوط و صحیح عقیدہ پر اپنی کلیسیا بناؤنگا" پس جو لوگ اِس عقیدہ پر قائم ہونگے وہی میرے لوگ ہونگے۔ انہیں کچھ خوف نہیں ہے اور نہ وہ کبھی ٹلیں گے ؀

(فائدہ) بھائیو دیکھو جو لوگ یہ عقیدہ نہیں رکھتے وہ سب مسیحی کلیسیا سے خارج اور معرضِ زوال میں ہیں۔ لیکن جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں خواہ کسی مسیحی جماعت میں ہوں وہ سب مسیحی ہیں کیونکہ تمام مسیحی کلیسیا یا اُمّت اِسی اعتقاد پر قائم ہے

"دوزخ کے دروازے اُس پر غالب نہ آئینگے" یعنی گناہ و ابدی موت اور بدچلنی و بداعتقادی جو دوزخ کے دروازے ہیں اگرچہ ایسے لوگوں پر زور ماریں مگر غالب نہ آسکینگے۔ زندہ خُدا کے بیٹے کا اعتقاد جو اُن کی رُوحوں میں بستا ہے انہیں ایسی طاقت بخشے گا کہ یہ چیزیں اُن پر غالب نہ ہونگی بلکہ مغلوب ہونگی۔

"میں آسمان کی بادشاہت کی کُنجیاں تجھے دُونگا۔" کُنجیاں جن سے دروازہ کھولا جاتا ہے تاکہ تو بندوں کے لئے دروازے کھولدے۔ اصل میں وہ کُنجیاں میری ہیں۔ مَیں اُن کُنجیوں کا مالک ہوں (مکاشفات ۱ ۱۸ و ۳ ۷ و ۲۰ ۱)

اور یہی کُنجیاں ہیں نے شریعت کے حکیموں کو دی تھیں اب اُن سے لیکر تجھے دونگا (لوقا ۱۱ ۵۲) کیونکہ نالائقوں سے لی جاتی اور لائقوں کو دی جاتی ہیں

(یسعیاہ ۲۲/۲۲)

میرے سب شاگرد جو ایمان کا یہ صحیح اقرار تھام رہے ہیں ان کنجیوں کے مالک ہیں اور اس لئے جو کچھ وُہ زمین پر باندھتے ہیں آسمان پر بندھتا ہے۔ اور جو کچھ وُہ زمین پر کھولتے ہیں آسمان پر کھلتا ہے (متی ۱۸/۱۸)

پس ناظرین کو سوچنا چاہیئے کہ اس اختلاف کا فیصلہ کیسی خوبی کے ساتھ خداوند کی زبان مبارک سے ہوگیا ۔

اور ظاہر ہے کہ جس وقت یہ سوال ہُوا اور یہ جواب سُنے گئے اس وقت مسیحی دین دُنیا میں کسقدر کمزور بلکہ چند آدمیوں میں تھا اور اُس کے مخالف کیسے کثرت سے تھے اور اُنھوں نے اُس کی بربادی میں کیسی کیسی کوششیں کیں تو بھی یہ دین قائم اور جاری ہُوا اور جہان کو گھیر لیا اور اسی پاک عقیدہ پر کہ یسُوع مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے آجتک یہ دین کیسی مضبوطی سے قائم ہے ۔

پس مسیح کا یہ وعدہ کہ مَیں اس چٹان پر یعنی اس پتھر پر اپنی کلیسیا قائم کروںگا کیونکر پورا ہُوا ۔

اور یہ کہ مسیحی تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ کلام الٰہی کے اسرار اور خُدا کی پاک راہیں ظاہر کرتے ہیں مسیحیوں کے سوا دُنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو الٰہی معرفت کے بھید بتا سکے ۔ اس کا سبب یہی ہے کہ اسی اقرار کے سبب آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں اُن کے پاس ہیں اسی لئے وُہ بھیدوں کو کھول سکتے ہیں ۔

اور ہم یہ بات بھی تجربہ سے دیکھتے ہیں کہ جو مسیحی اس پاک عقیدہ پر قائم

رہتے ہیں وہ ضرور دُنیا جسم اور شیطان پر غالب آتے ہیں جیسا اُس کا وعدہ تھا
کہ دوزخ کے دروازے اس عقیدہ کے ماننے والوں پر غالب نہ آئینگے۔ یہ بات
بھی سچ پائی گئی ۔

پس جب مسیح نے اس اعتقاد کو سچ اور برحق بتایا اور اُس کے ماننے والوں کو
مبارک کہا۔ اور اس عقیدہ کے ساتھ جن جن برکات کا وعدہ کیا وہ سب بھی اس عقیدہ
کے ماننے والوں میں پائی گئیں اور اب بھی پائی جاتی ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ
برحق ہے اور اس کے منکر برکات سے محروم ہیں اس لئے خُدا کے سچے متلاشیوں
کو ان باتوں پر فکر واجب ہے ۔

اس کے بعد جب مسیح مصلوب ہونے کو یروشلم میں آیا اور یہودیوں کو بہت
سی نصیحتیں اور ملامتیں بھی کیں اور اُن کے سوالات کے تسلی بخش جواب بھی دیئے
تو آخر میں پھر اُن سے بھی سوال کیا کہ تمہارا کیا خیال ہے ؟ مسیح کس کا بیٹا ہے؟
تم نے کلام سے کیا معلوم کیا کہ مسیح موعود کس کا بیٹا ہوگا ؟

اور یہ سوال اُس نے اُن سے اِس لئے کیا کہ اِس بڑے بھاری عقیدہ
کا تصفیہ خاص ہیکل میں علمائے یہود کے سامنے بلکہ تمام خاص وعام کے سامنے رخصت
کے وقت کرکے اِس دُنیا سے چلاجائے اور کسی کو یہ کہنے کی جُرأت نہ ہو کہ اُس نے
صرف شاگردوں ہی کو خلوت میں یہ بات سُنائی ہوگی علانیہ علمائے دین سے اِس
کا ذکر اور تصفیہ کیوں نہ کیا ؟

پس جب سب لوگ جمع تھے تب اُس نے پھر یہ سوال کیا کہ مسیح کس کا بیٹا ہے (متی ۲۲ ۴۲)
یہودیوں نے جواب دیا کہ وہ داؤد کا بیٹا ہے اور یہ جواب انہوں نے زبور ۱۱۰ سے

دیا۔ وہاں لکھا ہے کہ "خداوند نے سچائی کے ساتھ داؤد سے قسم کھائی ہے۔ وہ اس سے پھرنے کا نہیں کہ میں تیری اولاد میں سے کسی کو تیرے تخت پر بٹھاؤنگا"۔

جب مسیح نے یہ جواب سُنا تو فوراً داؤد کا یہ قول (زبور ۱۱۰:۱) انہیں سُنایا اور فرمایا کہ اگر وُہ اُس کا بیٹا ہے تو وُہ اُسے اپنا خُداوند کیوں بتاتا ہے۔ رُوح القدس کی معرفت وُہ اُسے اپنا خُدا کہتا ہے کہ "یہوواہ نے میرے خُداوند سے کہا تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی کردوں"۔ پس جب داؤد اُسے خُداوند کہتا ہے تو وُہ کیونکر اُس کا بیٹا ہے۔ اُس کے جواب میں کوئی عالم ایک بات نہ بول سکا اور نہ اب تک بول سکتا ہے۔

اگرچہ اکثر پیغمبروں کی کتابوں سے مسیح کی الوہیت ثابت ہے مگر جب یہودیوں نے اس کے سوال کا جواب داؤد کے زبور سے دیا۔ تب اُس نے فوراً داؤد ہی کے زبور سے اپنی الوہیت کو کمال کے دکھلایا اور ایسا کہ حقیقت میں سب کا مُنہ بند ہوگیا۔ یہ بات سچ ہے کہ وُہ انسان ہو کے داؤد کا بیٹا بھی ہے کیونکہ اُس نے داؤد کے خاندان میں جنم لیا مگر اپنے دوسرے منصب یعنی الوہیت کے طور پر داؤد کا خُدا ہے کیونکہ وہ ساری کائنات کا خالق اور مالک اور سب پیغمبروں کو پیدا کرنیوالا ہے۔ اس سے اُس نے ظاہر کردیا کہ داؤد نے میرے دونوں منصبوں کا ذکر کیا ہے۔ جسمانی طور پر میں اُس کا بیٹا ہوں اس لئے اُس نے مجھے تمہاری آیت کے موافق اپنا بیٹا بتایا۔ الوہیت کے اعتبار سے میں اُس کا خُدا ہوں پس دوسرے مقام پر اُس نے مجھے خُدا بھی بتلایا۔

اگر تم نادانی سے داؤد کا ایک قول پکڑتے ہو تو اس دوسرے قول کے معنی بتاؤ واسطے

صحیح جواب یہ ہے کہ مسیح ابن داؤد ابن اللہ ہے یعنی داؤد کی اصل اور نسل ہے ÷
بہت تعجب کی بات ہے کہ مسیح نے اُس وقت جبکہ وہ دُنیا سے جانے کو تھا زبور ۱۱۰:۱ سے نہ صرف اپنی الوہیت ہی ظاہر کی بلکہ یہ بھی اشارتاً بتادیا کہ اس آیت کے موافق اب میں دُنیا سے جاکر خُدا باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھنے والا ہوں اور وہاں اِس قدر عرصہ تک رہونگا کہ میرے سب دشمن میرے پاؤں کی چوکی ہوں۔ جب سب دشمن زیر ہو چکینگے تب پھر آؤنگا اور داؤد کے تخت پر ابد تک سلطنت کرونگا۔
مسیح کی اُس وقت کی باتوں پر غور کرکے دنیا کی حالت پر غور کرنا بھی واجب ہے کہ اس اٹھارہ سو برس کے عرصہ میں اُس کے کسقدر دشمن مغلوب ہوگئے۔
کتنے ممالک اور کتنی قومیں اُس کے مطیع فرمان ہوئیں اور کس قدر اُس کے مخالف برباد ہوگئے اور آج تک دُنیا اُس کی مغلوب ہوتی جاتی ہے ÷
یہ کیسی سچی بات تھی جو اُس نے یہودیوں کو اُس وقت سُنائی تھی۔ اب ہم کس طرح کہیں کہ وہ ابن اللہ نہ تھا اور صرف ایک نبی تھا؟ ضرور وہ ابن اللہ ہے اور اب خُدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے اور ایک دن پھر آئیگا ÷
ہمارا یہ عقیدہ نہایت صحیح ہے کہ یسوع مسیح زندہ خُدا کا بیٹا ہے۔ اس رسالہ میں صرف وہ باتیں جو اس سوال سے "کہ میں کون ہوں"؟ متعلق ہیں مختصر طور سے بیان ہوئیں۔
علاوہ ان کے سوا اور بہت سے دلائل ہیں جن سے اُسکی الوہیت و انسانیت ثابت ہوتی ہے
پس اے بھائیو۔ ان باتوں پر فکر کرکے مسیح کی نسبت صحیح اعتقاد حاصل کرو ورنہ تُم سب خطرہ کی حالت میں ہو۔ خُدا سب پر رحم کرے اور اصل بھید کھول دے مسیح ابن اللہ کے وسیلہ سے۔ آمین ÷